فقہ حنفی کی چند اہم اور بنیادی کتابیں

ایک اجمالی تعارف

مولانا مفتی عبدالرشید رحمہ اللہ
سابق استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ، لاہور

حاشية الطحطاوي الدر المختار:

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الدرالمختار فی شرح تنویرالابصار'' کا یہ حاشیہ، علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاوی مصری حنفی کا تحریر کردہ ہے۔ مصر سے بڑے سائز کی چار ضخیم جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔ محشی سید محمد نوقادی رومی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد ماجد توقاد سے بسلسلہ قضا مصر میں تشریف لاکر ''اسیوط'' کے قریب ''طحطا'' نامی بستی میں اقامت گزیں ہوگئے تھے۔ اس کے علاوہ موصوف نے ''مراقی الفلاح شرح نورالایضاح'' کا حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے، جو اب کراچی میں بھی طبع ہوگیا ہے۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جو لکھا ہے کہ موصوف نے ''مراقی الفلاح'' کی شرح پر حاشیہ لکھا ہے، صحیح نہیں ہے۔ موصوف کا ایک اور رسالہ ''کشف الرین عن بیان المسح علی الجوربین'' بقول علامہ زرکلی، مخطوطہ کی صورت میں موجود ہے۔ علامہ طحطاوی کے دونوں حواشی بڑے مفید اور علما وفقہا کے درمیان مقبول و متداول ہیں۔ لفظ ''طحطاوی'' ''ہاء'' ہوز'' اور ''حاء'' حطی'' دونوں کے ساتھ لکھا اور بولا جاتا ہے۔ محشی مرحوم ''قاہرہ'' میں احناف کے مفتی تھے۔ موصوف کا انتقال ۱۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء قاہرہ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

الدر المختار في شرح تنوير الأبصار:...... یہ فقہ حنفی کے مشہور متن ''تنویرالابصار'' کی شرح ہے۔ جو علامہ محمد بن علی حصکفی دمشقی کی تالیف ہے۔ ان کا خاندان اصل میں جزیرہ ابن عمر اور ''میافارقین'' کے درمیان دریائے دجلہ کے کنارے ایک بستی ''حصن کیفا'' کا رہنے والا ہے، جو بعد میں ''دمشق'' میں اقامت پذیر ہوگیا تھا اور ان کی ولادت ''دمشق'' ہی میں ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء میں ہوئی۔ موصوف کو حصن کیفا کی طرف انتساب کے باعث ''حصکفی'' اور

''دمشق'' میں سکونت پذیر ہونے کے باعث ''دمشقی'' کہا جاتا ہے۔ موصوف بہت بڑے عالم، محدث، فقیہ، نحوی، ادیب اور بلا کے حافظہ کے مالک تھے۔ علما وفقہا کے نزدیک، یہ کتاب بڑی معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہے اور آج کل اکثر و بیشتر فتاویٰ میں اسی کتاب کے حوالے دیے جاتے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں علامہ خیر الدین رملی اور امام محمد محاسنی خطیب ''دمشق'' المتوفی ۱۰۷۲ھ۔۱۶۶۲ھ شامل ہیں اور صاحب ''خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر'' اپنے آپ کو ان کے شاگردوں میں شمار کرتے ہیں۔ موصوف ''شام'' کے مفتی تھے۔ پہلے انہوں نے ''خزائن الاسرار و بدائع الافکار'' کے نام سے ''تنویر الابصار کی مبسوط اور مفصل شرح لکھنے کا ارادہ کیا، جس کے بارے میں ان کا اندزا تھا کہ دس جلدوں میں مکمل ہوگی لیکن ''باب الوتر والنوافل'' تک لکھنے کے بعد اس کو چھوڑ کر مختصر شرح ''الدر المختار'' کے نام سے تحریر فرمائی۔

اس کے علاوہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''ملتقى الأبحر'' کی شرح ''الدر المنتقى'' کے نام سے تحریر فرمائی جو ''مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر'' کے حاشیہ پر مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ فقہ واصول فقہ، تفسیر، حدیث اور نحو میں متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰ شوال ۱۰۸۸ھ/۶ دسمبر ۱۶۷۷ء کو دمشق میں ہوئی اور ''باب الصغیر'' کے قبرستان میں مدفون ہوئے رحمہ اللہ۔

ردالمحتار علی الدر المختار: ...... یہ ''درمختار'' کا حاشیہ ہے، جو سید محمد امین عابدین بن سید عمر عابدین شامی نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ ''دمشق'' کے رہنے والے تھے اور وہیں ان کی پیدائش ۱۱۹۸ھ/۱۷۸۴۔۸۳ء میں ہوئی۔ چھوٹی بڑی متعدد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ اسماعیل پاشا بغدادی نے چالیس کتابیں نام بنام شمار کرائی ہیں۔ ۳۲ اہم اور قیمتی رسائل ۲ جلدوں میں ''رسائل ابن عابدين'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ''العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامديه'' دو جلدوں میں طبع ہو چکے ہیں۔ نیز ''البحر الرائق'' کا حاشیہ ''منحة الخالق'' کے نام سے تحریر فرمایا ہے، جو ''البحر الرائق'' کے حاشیہ پر چھپ گیا ہے، لیکن جو شہرت اور مقبولیت ''ردالمحتار'' کو حاصل ہوئی وہ دیگر تصانیف کو حاصل نہ ہو سکی۔ چونکہ مصنف ''شام'' کے رہنے والے تھے، اس لیے ان کی اس کتاب کو ''شامی'' یا ''فتاویٰ شامیہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

پاکستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی انتہائی وسیع المطالعہ ہونے کے باوجود اس قدر تقویٰ شعار اور محتاط بزرگ ہیں کہ عام طور سے اپنی ذمہ داری پر کوئی مسئلہ بیان نہیں کرتے، بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے، اپنے سے پہلے کی کتابوں میں سے کسی نہ کسی کے لیے بھی حتی الامکان کسی دوسرے فقیہ کے قول کا سہارا لیتے ہیں اور جب تک بالکل مجبوری نہ ہو جائے خود اپنی رائے ظاہر

نہیں فرماتے۔اور جہاں ظاہر فرماتے ہیں، وہاں بھی بالعموم آخر میں ''تامل، یا ''تدبر'' کہہ کر خود بری ہو جاتے ہیں اور ذمہ داری پڑھنے والے پر ڈال دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات الجھے ہوئے مسائل میں ہم جیسے لوگوں کو ان کی کتاب سے مکمل شفا نہیں ہوتی۔لیکن یہ طریقہ ''ردالمحتار'' میں تو رہا ہے، مگر چونکہ علامہ شامیؒ نے ''البحر الرائق کا حاشیہ ''منحة الخالق'' اور ''تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ'' بعد میں لکھا ہے، اس لیے ان کتابوں میں مسائل زیادہ منقح انداز میں آتے ہیں، جنہیں پڑھ کر فیصلہ کن بات معلوم ہو جاتی ہے۔'' (البلاغ مفتی اعظم نمبر ص،۴۲۰،۴۲،۲۱،۲۱)

مصنف اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ اور عالم تھے، آج کل مفتیان کرام ''درمختار'' اور ''ردالمحتار'' پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں، موصوف کا انتقال ۲۱ ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ جولائی (۱۸۳۶ء) کو دمشق میں ہوا اور ''باب الصغیر'' کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ، مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ کا ''شامی'' کے ساتھ شغف اور ان کی رائے ''شامی'' کے بارے میں بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں ''فتویٰ'' لکھنے میں حضرت اکثر ''شامی'' ملاحظہ فرمایا کرتے، مگر جس قول کے وہ ناقل ہوتے اس کو تو حضرت حجت سمجھتے اور جو صاحب شامی کی ذاتی رائے ہوتی اس کو حجت قرار نہ دیتے، بلکہ تنقید وتحقیق کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہ معاصر ہیں۔ہم رجال ونحن رجال، ان کی رائے ہم پر حجت نہیں، جب تک کہ اسلاف کے قول سے مؤید نہ ہو (تذکرۃ الخلیل ص ۲۹۴)۔چونکہ علامہ شامی اس کی تکمیل نہیں فرما سکے تھے، اس لیے موصوف کے صاحبزادے علامہ علاء الدین محمد نے اس کا تکملہ ''قرۃ عیون الأخیار تکملہ ردالمحتار علی الدر المختار کے نام سے تحریر فرمایا ہے، جو دو جلدوں میں مصر سے شائع ہو چکا ہے۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع:...... یہ کتاب ملک العلماء ابوبکر بن مسعود بن احمد علاؤالدین کاسانی کی تصنیف لطیف ہے جو علاء الدین ابوبکر محمد بن احمد سمرقندی (المتوفی ۵۴۰ھ/۱۱۴۶) مصنف تحفۃ الفقہا کے شاگرد ہیں۔بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ''تحفۃ الفقہاء'' کی شرح ہے، لیلن حیقت یہ ہے کہ یہ معروف معنوں میں شرح نہیں ہے، بلکہ تحفۃ الفقہاء کے زمانے تالیف تک فقہ حنفی کے موضوع پر جتنی بھی کتابیں تالیف کی گئی تھیں، ان میں حسن ترتیب کے لحاظ سے، یہ کتاب سب پر فائق تھی، لیکن یہ تھا بہر حال ''قدوری'' کی طرح کا ایک متن جس میں ''قدوری'' کے مسائل سے کچھ زائد مسائل جمع کیے گئے تھے۔متن ہونے کے باعث یہ کتاب تفصیلی دلائل اور اعتراضات کے جوابات نیز مسائل کی تفصیلی صورتوں کے بیان سے خالی تھی۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اور ان کی اس روش پر چلتے ہوئے، جو انہوں نے تحفۃ الفقہاء میں اختیار فرمائی تھی، ایک مفصل کتاب تحریر فرمائی تھی، جو حسن ترتیب کے لحاظ سے آج تک اپنی نظیر

آپ ہے، اسی بنا پر اس کو اس کی شرح کہہ دیا جاتا ہے، یہ کتاب نہ صرف حسن ترتیب کے لحاظ سے بے نظیر ہے، بلکہ مسائل کے دلائل اصول وکلیات کی صورت میں، اس انداز سے بیان کیے گئے ہیں کہ جس سے نہ صرف مسئلے کے بارے میں شرح صدر اور اطمینان کامل میسر آتا ہے، بلکہ فقہ سے ایک خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے، چنانچہ شارح ابوداؤد شریف میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری کی رائے گرامی اس کتاب کے بارے میں مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں:

''اوقات فراغ میں حضرت بدائع کو اکثر دیکھا کرتے، بارہا سنا ہے کہ حضرت اس کے مصنف کو بہت دعائیں دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ واقعی یہ شخص فقیہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو فقہ ہی کے واسطے پیدا فرمایا تھا۔ مولوی ظفر احمد صاحب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت فقہ سے مناسبت پیدا ہونے کی کوئی صورت ارشاد فرمادیں، فرمایا مفتیوں کی عادت یہ ہے کو صرف استفتا آنے کے وقت کتابیں دیکھتے ہیں، اس سے کام نہیں چلتا اور جواب میں بہت غلطی ہو جاتی ہے، کیونکہ اس وقت جلدی میں ایک جگہ کو دیکھ کر جواب لکھ دیتے ہیں، حالانکہ دوسرے مقام میں اسی مسئلے کے اندر تفصیل معلوم ہوتی ہے، جس سے اس واقعہ مسئولہ کا حکم بدل جاتا ہے، پس فقہ سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے، شامی اور بدائع کو بالاستیعاب دیکھنا چاہیے، ہمارے حضرت گنگوہی نے شامی کو کئی بار بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہے۔ اس وقت بدائع مطبوع نہیں ہوئی تھی، اب میں شامی کے ساتھ اس کے مطالعہ کو بھی ضروری سمجھتا ہوں، حقیقت میں بدائع عجیب کتاب ہے۔ ایک بار فرمایا کہ جزئیات تو زیادہ شامی میں ہیں، مگر اصول اور فقہ کی لم زیادہ بدائع میں ہے کہ اس سے مناسبت ہو جائے تو فقہ میں طبیعت چلنے لگے۔ (تذکرۃ الخلیل ۹۴)

علامہ کاسانیؒ نے جب اپنی یہ کتاب اپنے استاد کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے فرط مسرت میں آکر اپنی اس فقیہہ ''فاطمہ'' بیٹی کا نکاح علامہ سے کر دیا، جو اپنے والد کی کتاب ''تحفۃ'' کی حافظہ تھی اور اس کو اس کا مہر مقرر کر دیا، اسی لیے لوگوں میں مشہور ہو گیا ''شرح تحفتہ وتزوج ابنتہ'' یعنی ان کی کتاب ''تحفہ'' کی شرح کر کے ان کی بیٹی سے نکاح کر لیا بعد ازاں بعض وجوہ کی بنا پر شاہِ روم نے ان کو ''حلب'' میں نورالدین محمود کے پاس بھیج دیا، انہوں نے ان کو علاقہ ''حلادیہ'' کا والی بنادیا۔ وہیں پہلے ان کی بیوی فاطمہ کا انتقال ہوگا، پھر کچھ عرصے بعد بروز اتوار بعد ظہر ۱۰ رجب ۵۸۷ھ/اگست ۱۱۹۱ء کو علامہ کاسانیؒ کا بھی انتقال ہو گیا اور شہر حلب سے باہر ''مقام ابراہیم الخلیل'' کے اندر اپنی بیوی کی قبر کے ساتھ مدفون ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں بدائع کے علاوہ ''السلطان المبین في اصول الدین'' بھی ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆